

INTERNATIONAL GCSE

URDU

Paper 1 Reading, grammar and meaning
Specimen

Insert

DO NOT WRITE ANY ANSWERS IN THIS INSERT. YOU MUST ANSWER THE QUESTIONS IN THE ANSWER BOOKLET PROVIDED.

Section A

- **Text A** for use with **Question 1**
- **Text B** for use with **Question 2**

Section B

- **Text C** for use with **Question 5**

Section A

Text A for use with Question 1

1: جدید سائنس کی ترقی سے سبھی واقف ہیں۔ موجودہ دور میں انسان کے لیے جہاں مختلف چیزیں ایجاد ہو رہی ہیں وہاں بے شمار بیماریاں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ گاڑیوں اور فیکٹریوں سے نکلتا ہوا دھواں، فٹ پاتھ پر پل بھر میں تیار کی جانے والی کھانے پینے کی اشیاء اور مشروبات صحت کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔ ان بیماریوں سے بچنے اور ذہنی و جسمانی نشوونما کے لیے صبح کی سیر اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس وقت قدرتی مناظر آنکھوں کو تازگی بخشتے ہیں اور درخت ہمیں آکسیجن مہیا کرتے ہیں۔ یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آکسیجن کے بغیر انسان حیوان غرض یہ کہ کوئی بھی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ آکسیجن کیا ہے؟ یہ نہایت صاف ہوا ہے جو قدرتی طور پر درختوں سے انسانوں، حیوانوں اور پرندوں کو ملتی ہے۔ درخت دن بھر آکسیجن خارج کرتے ہیں جن سے ہمیں صاف اور تازہ ہوا لینے میں مدد ملتی ہے اور اسی آکسیجن کی وجہ سے ہمارے جسم میں نئے خلیات بنتے ہیں۔ جس کی بنا پر بدن اور دل و دماغ کو طاقت ملتی ہے اور ہمارے تمام اعضا صحیح کام کرتے ہیں۔

2: درخت ہمارے دوست ہیں اور ان کی خوبی یہ ہے کہ دن بھر میں آکسیجن خارج کرتے ہیں اور رات کو کاربن ڈائی آکسائیڈ، یہ وہ گیس ہے جو دن بھر دھوپ میں گرد و غبار اور ماحول کی آلودگی کی وجہ سے جمع ہوتی ہے۔ اسی آلودگی سے سائنس کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور انسانی صحت بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نظام بنایا ہے کہ نہ صرف یہی درخت کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے آکسیجن مہیا کرتے ہیں بلکہ گندی ہوا کو جذب کرتے ہیں اور تازہ ہوا بھی پیدا کرتے ہیں۔ یوں درخت ایک طرف تو ماحول کو خوبصورت بناتے ہیں اور دوسری طرف انسانوں کے لیے صحت بخش ہوا کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ اگر درخت نہ ہوں تو ماحول لیاقتی نظام درہم برہم ہو جائے۔

3: سائنس دان کہتے ہیں کہ دن میں درختوں کے نیچے بیٹھنا یا درختوں کے جھنڈ میں سیر کرنا انسان کی صحت کے لیے انتہائی مفید ہے اور رات کو درختوں کے نیچے نہ بیٹھنا اور نہ ہی سونا چاہیے۔ اکثر لوگ درختوں کے نیچے سو بھی جاتے ہیں۔ بہر حال ایک سائنسی نظریہ بھی ہے کہ درخت فضا میں موجود آلودگی کو جذب کرتے ہیں، ہمیں اس کی خرابی سے بچاتے ہیں اور ہمارے لیے تازہ ہوا پیدا کر کے ہمیں صحت مند بناتے ہیں۔

4: آکسیجن ہر جگہ پائی جاتی ہے اس کے بغیر زندگی ممکن نہیں۔ انسانی جسم کی بھرپور کارکردگی آکسیجن کی مکمل فراہمی سے ممکن ہے۔ آکسیجن جسم میں سب سے پہلے پھیپھڑوں میں پہنچتی ہے جس کی وجہ سے ہم سانس لینے میں آسانی محسوس کرتے ہیں۔ خون ہمارے جسم میں گردش کرتا ہے اور وہ آکسیجن کو ہمارے جسم کے ہر حصے تک پہنچا دیتا ہے جس سے ہم تازہ دم رہتے ہیں۔ آکسیجن نہ ہو تو کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ ہی آگ جل سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ چاند پر آکسیجن نہیں اس لیے وہاں آگ بھی نہیں جلائی جاسکتی۔

Text B for use with Question 2

تعلیم نہ صرف ہمیں اچھا انسان بناتی ہے، رہن سہن کے طریقے سکھاتی ہے بلکہ یہ ہمارے روزگار کا ذریعہ بھی ہے۔ سادہ تعلیم کے ساتھ ساتھ فنی تعلیم بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ فنی تعلیم حاصل کر کے ہمیں بہت آسانی سے نوکری مل جاتی ہے اور اگر ملازمت نہ بھی ملے تو افراد اس قدر ہنر سیکھ جاتے ہیں کہ وہ اس سے اپنا ذاتی کاروبار شروع کر سکتے ہیں۔ ٹیکنکل ایجوکیشن یعنی فنی تعلیم کے ذریعے بہت سے ہنر سکھائے جاسکتے ہیں۔ یہ ہنر کمپیوٹر کورسز، سلائی کرٹھائی، کھانا پکانا، ڈرائیونگ، پینٹنگ اور ڈیزائننگ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیکنکل ایجوکیشن کورس میں طلبہ کو ٹیچنگ پریکٹس بھی کروائی جاتی ہے۔ اس سب کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ طلبہ یونیورسٹی سے ڈگری لینے کے ساتھ ساتھ باہر بھی بنتے ہیں۔ یہ ڈگریاں کسی بھی ملک کی ترقی اور بے روزگاری کے خاتمے کے لیے بہت اہم ہیں۔

فنی تعلیم کے حوالے سے پوری دنیا میں یونیورسٹیاں، تعلیم و تحقیق کے ادارے اور لا تعداد تربیتی ادارے موجود ہیں جہاں ٹیکنکل ایجوکیشن میں ماسٹرز کی ڈگری دی جاتی ہے۔ اب تو نجی یونیورسٹیاں بھی فنی تعلیم کو اپنے نصاب میں شامل کر رہی ہیں۔ فنی تعلیم کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے نئی تربیت کار حجان بڑھتا جا رہا ہے، چوں کہ یہی ایک طریقہ ہے جو روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم ثابت ہوگا۔ اس کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ہنر مند افراد تیار ہوتے ہیں جو ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

عام تعلیم انسان کو صرف شعور دیتی ہے جب کہ فنی تربیت انسان کے اندر چھپی صلاحیتوں کو باہر لا کر انہیں اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنا روزگار کما سکیں۔ جاپان کی مثال ہمارے سامنے ہے جس نے اس میدان میں حیران کن ترقی کی ہے۔ اس لیے ہمیں ہنر مند افراد کو کم نہیں سمجھنا چاہیے جیسا کہ حجام، بڑھئی اور درزی وغیرہ۔ یہ سب ایسے پیشہ ور افراد ہیں جو کہ اپنے ہنر کے ذریعے روزی کماتے ہیں۔ ان پیشوں سے وابستہ افراد کو حقارت کی نظر سے دیکھا جانا ایک بُرا فعل ہے۔

Text C for use with Question 5

اگر آپ خراٹے لیتے ہیں تو یہ کوئی شرمندگی کا فعل نہیں ہے کیونکہ یہ بھی ایک ویسا ہی قدرتی عمل ہے جس طرح کھانسنایا چھینکنا۔ امریکا کا ہر آٹھواں آدمی خراٹے لینے کا عادی ہے بلکہ بعض تو ٹیلی ویژن دیکھتے ہوئے بھی خراٹے لینا شروع کر دیتے ہیں۔ بعض حکمانے بتایا ہے کہ آدمی اس وقت خراٹے لیتا ہے جب اس کے حلق میں زبان ایک خاص انداز اور رخ میں آتی ہے اور یہ انداز بالکل غرارہ کرنے کا سا ہوتا ہے۔

خراٹوں کی بہت سی وجوہات ہیں اور بعض شہادتوں سے پتا چلتا ہے کہ موٹاپا، الرجی اور زیادہ تمباکو نوشی سے خراٹوں کا امکان بڑھ جاتا ہے ڈاکٹروں کے مطابق وزن میں دس فیصد کمی سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ خراٹے لینے کا کسی عہدے یا دولت سے تعلق نہیں بلکہ اس میں امیر و غریب دونوں مبتلا ہو سکتے ہیں اور بادشاہ بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں۔ ماضی میں رومن بادشاہوں، انگلینڈ کے وزیر اعظم اور امریکی صدر بھی اس مسئلے کا شکار رہے ہیں۔

یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بچوں میں خراٹوں کی وجہ سے ان کی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے اور ان کو پڑھنے میں مشکلات پیش آتی ہیں اس کے علاوہ وہ کوئی تخلیقی کام بھی نہیں کر پاتے۔ خراٹے لینے والے تو خود آرام سے سوتے ہیں لیکن جو دوسرے لوگ ان کے پاس سو رہے ہوتے ہیں ان کی نیند خراب ہو جاتی ہے اس کے باوجود بھی وہ شکایت نہیں کرتے۔ خراٹے لینے والوں کے لیے یہ اچھی بات ہے۔ ایسے لوگ جن کے ٹانسلز اور زبان بڑی ہو اور جن کی گردن کے قریب زیادہ وزن ہو وہ زیادہ خراٹے لیتے ہیں علاوہ ازیں جن لوگوں کا وزن زیادہ ہوتا ہے وہ بھی زیادہ خراٹے لیتے ہیں۔

خراٹے لینے والے ایک لاکھ افراد میں سے صرف ایک فرد کی وجہ نفسیاتی ہو سکتی ہے، یہ سراسر غیر نفسیاتی بیماری ہے البتہ اسے روکنے کے لیے نفسیاتی علاج ضرور کیا جاسکتا ہے۔ بعض صورتوں میں سونے کا انداز بدل کر اس عادت سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ نفسیاتی طور پر اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر آدمی یہ تصور کر لے کہ "آج رات میں خراٹے نہیں لوں گا اور پھر کبھی خراٹے نہیں لوں گا" تو یقیناً اس نفسیاتی عمل کا علاج ممکن ہے۔ دائیں کروٹ پر سونے سے بھی اس عادت سے چھٹکارا ملنے کی امید ہے۔ جدید ترین تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ انسان کے ساتھ ساتھ پالتو جانور، جنگلی جانور، درندے اور سمندری جانور بھی خراٹے لینے کے عادی ہوتے ہیں، البتہ بعض میں یہ عادت کم اور بعض میں زیادہ ہوتی ہے۔

END OF SOURCES